© rasailojaraid.com

استعمال بعض اوقات ضروری ہو جاتا ہے خصوصاً بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اس کا استعمال تعلیمی حکمت عملی کا ایک لازمی حصہ ہے۔ یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں کہ ایسے خاکے جو ذہن کو عریانیت یا فحاشی کی طرف لے جانے والے ہوں، خاکے ہونے کے باوجود حرام قرار پائیں گے۔ اس پوری گفتگو میں ہم نے اس بات سے بحث نہیں کی کہ شبیہہ والے پردے یا پایدان کا استعمال کرنا درست ہے یا غلط، بلکہ تعلیمی و تدریسی ضرورت کے حوالے سے اسلام کے موقف کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

عملی طور پر دیکھا جائے تو بعض معروف اسلامی ادارے اس تصور تدریس پر عمل پیرا ہیں، مثلاً اسلامک فاؤنڈیشن لسٹر، برطانیہ نے بچوں کے لیے جو نصابی اور تدریسی کتب طبع کی ہیں، وہ خاکوں سے مزین ہیں۔ ہمارا موقف اس سلسلے میں یہ ہے کہ جب تک ایک تدریسی عمل خاکوں کے ذریعے صحت مند ذہن، اللہ کا خوف رکھنے والا دل اور نگاہ پیدا کرتا ہے اور بچوں کے ذہن سے شرک و بت پرستی کے تصورات کو رفع کرتا ہے تو اسے استعمال کرنا چاہیے۔ ہمیں انفرادیت قائم رکھتے ہوئے ایسی کتب طبع کرنا چاہییں جو دوسروں کے لیے مثال بنیں۔ وہ رجحان ساز (trend setter) ہوں اور یہ ثابت کرسکیں کہ بغیر کسی عریانیت یا فحاشی کے خاکوں کا اصلاحی و تعمیری استعمال کیا جاسکتا ہے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

جانوروں یا تخیلاتی کردار پر مبنی کہانیاں

س: ہم بیٹھک اسکول پروگرام کے تحت غریب بچوں کے لیے پس ماندہ آبادیوں میں اسکول کھول کر ان کی تعلیم و تربیت کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی تربیت کے حوالے سے ہی صحت و صفائی کا پروگرام بھی ترتیب دیا ہے۔ اس سلسلے کا ایک حصہ چھوٹی چھوٹی کہانیوں کی کتابیں ہیں جو دل چسپ انداز سے صحت و صفائی کی تربیت کرتی ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ براہ راست خشک طریقے سے نصیحت کا انداز اختیار کرنے کے بجائے مومو (بھالو) کے دل چسپ کردار کے ذریعے کچھ باتیں بچوں کو سکھا دی جائیں۔ ہمارے ہاں یہ ادبی روایت بھی رہی ہے کہ بزرگوں کے کردار کے ساتھ ساتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بکری، بلی، ریچھ اور دیگر کرداروں پر کہانیاں لکھی جائیں۔ اب، جب کہ ہم ان کہانیوں کو دوبارہ شائع کر رہے ہیں تو مناسب محسوس ہوا کہ بھالو کے اس کردار پر رائے لے لیں کہ اس طرح کے کردار یا تخیلاتی کہانی بنانا دینی نقطۂ نظر سے نامناسب تو نہیں ہے؟

ج: بچوں کی تعلیم و تربیت ہو یا بڑوں کی، اس میں اسکیچ یا خاکے کا استعمال میری معلومات کی حد تک طب اور کیمیا کی کتب میں ہمارے علما و فقہا نے کیا ہے۔ اگر بچوں کو اسلامی آداب و تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لیے گھریلو جان داروں یا پرندوں کے خاکے بنا کر کہانیوں کی شکل میں بات ذہن نشین کرنا زیادہ آسان ہو تو اسے ضرور استعمال کرنا چاہیے۔

عام مشاہدہ ہے کہ تعلیمی حکمت عملی میں جدت اور دل چسپی کے لیے جدید ذرائع استعمال کیے جاتے ہیں۔ اگر ان میں عریانی و فحاشی کا کوئی عنصر نہ ہو اور وہ خاکے اخلاقی تعلیمات کو بہتر طور پر سمجھانے میں مددگار ہوں تو ان کا استعمال کرنا چاہیے۔ گھریلو جان داروں خصوصاً بلی کے حوالے سے انتہائی دل چسپ، سبق آموز اور بچوں کی عادتوں کو درست کرنے والی کہانیاں بنائی جاسکتی ہیں۔ بچے چونکہ بلی یا چڑیا، کبوتر، طوطے، گھوڑے کو زیادہ تواتر سے دیکھتے ہیں، اس لیے اس حوالے سے کہانی بھی زیادہ توجہ سے پڑھیں گے۔ موموا چھا کردار ہے لیکن اس سے واقف ہونے کے لیے یا تو چڑیا گھر جانا ہوگا یا بھالو والے کے گلی میں آکر تماشا کرنے کا انتظار۔

بچوں کے لیے کردار بنانے میں یہ بات پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ جو کردار بھی پیش کیا جا رہا ہو وہ حقائق سے قریب تر ہو۔ اگر صفائی بنیادی مضمون ہے تو شاید بلی کے حوالے سے یہ بات زیادہ حقیقت سے قریب ہوگی۔ ممکن ہے بعض بھالو بھی ایسی عادت رکھتے ہوں۔ اسی طرح کہانی میں لڑکی کے لباس اور وضع قطع پر بھی غور کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں بچپن ہی سے جو خاکے بچے دیکھتے رہتے ہیں، وہ ان کی یادداشت کا حصہ بنتے ہیں۔ دو چوٹیاں بنانا بہت اچھی بات ہے بلکہ ان میں اضافہ بھی ہوسکتا ہے، لیکن تعلیمی نقطۂ نظر سے بچی کے خاکے میں اسکارف ہونا چاہیے تھا تا کہ اس کے بال چھپے ہوں۔ (ا-ا)

© rasailojaraid.com